آیت نمبر (35 تا 39)

ر س س

(ن) رَسًّا کنواں کھودنا۔

رَسٌّ اسم ذات ہے۔ کنواں۔ زیر مطالعہ آیت۔ 38۔

ترکیب

(آیت۔ 37)۔ قَوْمَ نُوْحٍ کے مضاف قَوْمَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہاں یہ مفعول کے طور پر آیا ہے۔ لیکن یہاں اس کو اَغْرَقْنٰا کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اَغْرَقْنٰا کے ساتھ ضمیر مفعولی ھُمْ لگی ہوئی ہے۔ اس لئے قَوْمَ نُوْحٍ کو سابقہ آیت کے فعل دَمَّرْنَا پر عطف بھی مانا جاسکتا ہے اور اس سے پہلے کوئی فعل محذوف بھی مانا جاسکتا ہے جیسے اَھْلَکْنَا یا اُذْکُرْ وغیرہ۔ (آیت۔ 38)۔ اسی طرح سے عَادًا۔ ثَمُوْدَا اَصْحٰبَ الرَّسِّ اور قُرُوْنًا کو یا تو دَمَّرْنَا پر عطف مانیں یا ان سے پہلے کوئی فعل محذوف مانیں۔ (آیت۔ 39)۔ کُلًّا ضَرَبْنَا اور کُلًّا تَبَّرْنَا میں کُلًّا مفعول مقدم ہیں۔

ترجمہ

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا	مُوْسَی	الْکِتٰبَ	وَجَعَلْنَا	مَعَهٗٓ	اَخَاهُ	هٰرُوْنَ
اور بیشک ہم دے چکے	موسیٰؑ کو	کتاب	اور ہم نے بنایا	انؑ کے ساتھ	ان کے بھائی	ہارونؑ کو

وَزِیْرًا ۚ﴿۳۵﴾	فَقُلْنَا	اذْهَبَآ	اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ	کَذَّبُوْا	بِاٰیٰتِنَا ۭ
ایک معاون	پھر ہم نے کہا	تم دونوں جاؤ	اس قوم کی طرف جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو

فَدَمَّرْنٰهُمْ	تَدْمِیْرًا ﴿۳۶﴾	وَقَوْمَ نُوْحٍ	لَّمَّا	کَذَّبُوا	الرُّسُلَ
پھر ہم نے ہلاک کیا انہیں	جیسے ہلاک کرتے ہیں	اور (یاد کرو) نوحؑ کی قوم کو	جب	انہوں نے جھٹلایا	رسولوں کو

اَغْرَقْنٰهُمْ	وَجَعَلْنٰهُمْ	لِلنَّاسِ	اٰیَةً ۭ	وَاَعْتَدْنَا	لِلظّٰلِمِیْنَ
تو ہم نے غرق کیا ان کو	اور ہم نے بنایا ان کو	لوگوں کے لئے	ایک نشانی	اور ہم نے تیار کیا	ظالموں کے لئے

عَذَابًا اَلِیْمًا ۚ﴿۳۷﴾	وَّعَادًا	وَّثَمُوْدَا	وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ
ایک دردناک عذاب	اور (ہم نے ہلاک کیا) عاد کو	اور ثمود کو	اور کنویں والوں کو

وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا ﴿۳۸﴾	وَکُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ
اور بہت سی قوموں کو ان کے درمیان (کے عرصہ میں)	اور ہم نے بیان کیں (ان میں سے) سب کے لئے

الْاَمْثَالَ	وَکُلًّا	تَبَّرْنَا	تَتْبِیْرًا ﴿۳۹﴾
مثالیں (سمجھانے کو)	اور سب کو	ہم نے برباد کیا	جیسے برباد کرنے کا حق ہے

نوٹ: 1 آیت۔ 35۔ میں مذکور کتاب سے مراد غالباً وہ کتاب نہیں جو تورات کے نام سے مشہور ہے اور مصر سے نکلنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کو دی گئی تھی

بلکہ اس سے مراد وہ ہدایات ہیں جو نبوت کے منصب پر مامور ہونے کے وقت لے کر خروج تک حضرت موسیٰؑ کو دی جاتی رہیں، قرآن مجید میں جگہ جگہ ان چیزوں کا ذکر ہے مگر اغلب یہ ہے کہ یہ چیزیں تورات میں شامل نہیں کی گئیں۔ تورات کا آغاز احکام عشرہ 1396 سے ہوتا ہے جو خروج کے بعد سینا پر کتبوں کی شکل میں آپ کو دیئے گئے تھے۔

آیت۔ 36۔ میں جن آیات کے جھٹلانے کا ذکر ہے اس سے مراد وہ آیات ہیں جو حضرت یعقوبؑ اور یوسفؑ کے ذریعے سے مصر پہنچی تھی اور جن کی تبلیغ بعد میں ایک مدت تک بنی اسرائیل کے صلحاء کرتے رہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (40 تا 44)

ترجمہ

وَلَقَدْ اَتَوْا	عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ	اُمْطِرَتْ	مَطَرَ السَّوْءِ ط
اور بیشک وہ لوگ آچکے ہیں	اس بستی پر جس پر	برسائی گئی	برائی کی بارش

اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ج	بَلْ	كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ	نُشُوْرًا (40)	وَاِذَا
کیا وہ لوگ دیکھتے نہیں تھے ان کو	بلکہ	وہ امید نہیں رکھا کرتے تھے	جی اٹھنے کی	اور جب کبھی

رَاَوْكَ	اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ	اِلَّا	هُزُوًا ط	اَهٰذَا الَّذِيْ	بَعَثَ
وہ دیکھتے ہیں آپ کو	تو نہیں بناتے آپ کو	مگر	مذاق کا ذریعہ	کیا یہ ہے وہ جس کو	بھیجا

اللّٰهُ	رَسُوْلًا (41)	اِنْ	كَادَ	لَيُضِلُّنَا	عَنْ اٰلِهَتِنَا
اللہ نے	رسول ہوتے ہوئے	یقیناً	قریب تھا کہ	وہ ضرور بھٹکا دے ہم کو	ہمارے معبودوں سے

لَوْلَآ اَنْ	صَبَرْنَا	عَلَيْهَا ط	وَسَوْفَ	يَعْلَمُوْنَ
اگر نہ ہوتا کہ	ہم ڈٹے رہے	ان پر	اور عنقریب	وہ لوگ جان لیں

حِيْنَ	يَرَوْنَ	الْعَذَابَ	مَنْ	اَضَلُّ	سَبِيْلًا (42)
جس وقت	وہ دیکھیں گے	عذاب کو	(کہ) کون	زیادہ بھٹکنے والا ہے	راستے کے لحاظ سے

اَرَءَيْتَ	مَنِ	اتَّخَذَ	اِلٰهَهٗ	هَوٰىهُ ط	اَفَاَنْتَ	تَكُوْنُ
کیا دیکھا آپؐ نے	اس کو جس نے	بنایا	اپنا الٰہ	اپنی خواہش کو	تو کیا آپؐ	ہوں گے

عَلَيْهِ وَكِيْلًا (43) لا	اَمْ	تَحْسَبُ	اَنَّ	اَكْثَرَهُمْ	يَسْمَعُوْنَ
اس کے وکیل	یا	آپؐ سمجھتے ہیں	کہ	ان کے اکثر	سنتے ہیں

اَوْ يَعْقِلُوْنَ ط	اِنْ هُمْ	اِلَّا	كَالْاَنْعَامِ	بَلْ	هُمْ	اَضَلُّ	سَبِيْلًا (44) ع
یا عقل سے کام لیتے ہیں	نہیں ہیں وہ	مگر	چوپایوں کی مانند	بلکہ	وہ	زیادہ گمراہ ہیں	بلحاظ راستے کے

نوٹ 1: آیت۔ 40۔ سے معلوم ہوا کہ چونکہ وہ لوگ آخرت کے قائل نہیں تھے اس لیے ان آثار قدیمہ یعنی عبرت کے مقامات کا

مشاہدہ انہوں نے محض ایک تماشائی کی حیثیت سے کیا اور ان سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کے قائل کی نگاہ اور اس کے منکر نگاہ میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ ایک تماشا دیکھتا ہے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ تاریخ مرتب کرتا ہے، دوسرا انہی چیزوں سے اخلاقی سبق لیتا ہے اور زندگی سے ماوراء حقیقتوں تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت۔43۔ میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی عقل کو معطل کر کے اپنی باگ اپنی خواہشوں کے ہاتھ میں پکڑا دی ہے، بھلا آپؐ ان کی ہدایت واصلاح کے ذمے دار کس طرح بن سکتے ہیں انسان کے اندر رہنمائی کی چراغ عقل ہے نہ کہ نفس کی خواہشات تو جو لوگ اس چراغ کو گل کر کے اپنی خواہشات کے پرستار بن جائیں، ان کو راستہ دکھانا کس کے بس میں ہے۔ واضح رہے کہ خواہشیں جتنی بھی ہیں وہ سب اندھی ہیں۔ وہ صرف اپنے مطالبے کو پورا کرنا چاہتی ہیں ان کو اس سے کوئی بحث نہیں ہوتی کہ کیا حق ہے کیا باطل اور کیا خیر ہے کیا شر۔ تو جو شخص ان کا پیرو بن جائے اس کے لئے شیطان کے پھندے سے چھوٹنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ (تدبر قرآن)۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس آسمان کے نیچے اللہ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جا رہے ہیں ان میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (45 تا 52)

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلٰى رَبِّكَ	كَيْفَ	مَدَّ	الظِّلَّ	وَلَوْ شَآءَ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	اپنے رب (کی قدرت) کی طرف	کیسے	اس نے دراز کیا	سائے کو	اور اگر وہ چاہتا

لَجَعَلَهٗ	سَاكِنًا	ثُمَّ جَعَلْنَا	الشَّمْسَ	عَلَيْهِ	دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾
تو وہ ضرور بناتا اس کو	ساکن	پھر ہم نے بنایا	سورج کو	اس پر	ایک رہنمائی کرنے والا

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ	اِلَيْنَا	قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾	وَهُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ
پھر ہم نے سمیٹا اسکو	اپنی طرف	جیسے آسان سمیٹنا ہو	اور وہ	وہی ہے جس نے	بنایا

لَكُمُ	الَّيْلَ	لِبَاسًا	وَّالنَّوْمَ	سُبَاتًا	وَّجَعَلَ	النَّهَارَ
تم لوگوں کے لئے	رات کو	ایک اوڑھنی (یعنی چھپانے کی چیز)	اور نیند کو	آرام	اور اس نے بنایا	دن کو

نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾	وَهُوَ	الَّذِيْٓ	اَرْسَلَ	الرِّيٰحَ	بُشْرًا
دوبارہ اٹھنے کے لئے	اور وہ	وہی ہے جس نے	بھیجا	ہواؤں کو	خوشخبریاں ہوتے ہوئے

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ	وَاَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾
اپنی رحمت کے آگے (یعنی بارش سے پہلے)	اور ہم نے اتارا	آسمان سے	کچھ انتہائی پاک پانی

لِّنُحْيِۦَ	بِهٖ	بَلْدَةً مَّيْتًا	وَّنُسْقِيَهٗ
تاکہ ہم زندہ کریں	اس سے	کسی مردہ شہر کو	اور تاکہ ہم پینے کے لئے دیں اس (پانی) کو

مِمَّا	خَلَقْنَآ	اَنْعَامًا	وَّ اَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾	وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ 1396
ان میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	جیسے چوپائے	اور بہت سے انسان	اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے اس (قرآن) کو

بَیْنَهُمْ	لِیَذَّكَّرُوْا ۖ	فَاَبٰۤى	اَكْثَرُ النَّاسِ	اِلَّا	كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾
ان کے مابین	تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں	تو قبول نہ کیا	لوگوں کے اکثر نے	مگر	ناشکری کو

وَلَوْ شِئْنَا	لَبَعَثْنَا	فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ	نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾	فَلَا تُطِعِ
اور اگر ہم چاہتے	تو ہم ضرور بھیجتے	ہر ایک بستی میں	ایک خبردار کرنے والا	تو آپؐ کہا مت مانیں

الْكٰفِرِیْنَ	وَجَاهِدْهُمْ	بِهٖ	جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾
کافروں کا	اور آپؐ جہاد کریں ان سے	اس (قرآن) کے ساتھ	جیسے بڑا جہاد کرنے کا حق ہے

نوٹ:1

آیت۔52۔ میں جِهَادًا كَبِیْرًا کا حکم آیا ہے۔ یہ آیت مکی ہے جبکہ کفار سے قتال کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اسی لئے یہاں جہاد کو بِهٖ کے ساتھ مقید کیا گیا۔ بِهٖ کی ضمیر قرآن کے لیے ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے ذریعہ مخالفین اسلام سے جہاد کرو بڑا جہاد۔ اس کا حاصل قرآن کے احکام کی تبلیغ اور خلق خدا کو اس کی طرف توجہ دلانے کی ہر کوشش ہے، خواہ زبان سے ہو یا قلم سے یا دوسرے طریقوں سے۔ اس سب کو یہاں جہاد کبیر فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (53 تا 60)

م ر ج

(ن) مَرَجًا: (1) گڈمڈ کرنا۔ الجھا دینا۔ (2) مویشی کو چرنے کے لئے یا پانی کو بہنے کے لئے چھوڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔53

مَرِیْجٌ: پیچیدہ یا الجھا ہوا معاملہ۔ ﴿فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ﴿۵﴾﴾ (50/ق:5) ''پس وہ لوگ ایک الجھے ہوئے کام میں مشغول ہیں۔''

مَارِجٌ: دھواں ملا ہوا شعلہ۔ ﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾﴾ (55/الرحمٰن:15) ''اور اس نے پیدا کیا جن کو ایک شعلہ سے آگ میں سے۔''

مَرْجَانٌ: چھوٹے موتی۔ مونگا یہ اسم جنس ہے۔ واحد مَرْجَانَةٌ۔ ﴿یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾﴾ (55/الرحمٰن:22) ''نکلتا ہے اس میں سے موتی اور مونگا۔''

ف ر ت

(ک) فُرُوْتَةً: شیریں ہونا۔ میٹھا ہونا۔

فُرَاتٌ: نہایت شیریں۔ بہت میٹھا۔ زیر مطالعہ آیت۔53۔

م ل ح

(ن) مَلْحًا: پانی کا کھاری ہونا۔

مِلْحٌ   کھاری۔نمکین۔زیر مطالعہ آیت۔53۔

ء ج ج

(ن)   اَجُوْجًا   پانی کا کڑوا ہونا

اُجَاجٌ   نہایت کڑوا۔تلخ۔زیر مطالعہ آیت۔53۔

ترجمہ

وَهُوَ	الَّذِيْ	مَرَجَ	الْبَحْرَيْنِ	هٰذَا	عَذْبٌ	فُرَاتٌ	وَّهٰذَا
اور وہ	وہی ہے جس نے	رواں کئے	دو سمندر	یہ	خوشگوار ہے	نہایت شیریں ہے	اور یہ

مِلْحٌ	اُجَاجٌ ج	وَجَعَلَ	بَيْنَهُمَا	بَرْزَخًا	وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾
کھاری ہے	نہایت کڑوا ہے	اور اس نے بنایا	ان دونوں کے درمیان	ایک پردہ	اور ایک مضبوط رکاوٹ

وَهُوَ	الَّذِيْ	خَلَقَ	مِنَ الْمَآءِ	بَشَرًا	فَجَعَلَهٗ	نَسَبًا
اور وہ	وہی ہے جس نے	پیدا کیا	پانی سے	بشر کو	پھر اس نے بنایا اس کو	رشتہ دار باپ دادا سے

وَّصِهْرًا ط	وَكَانَ	رَبُّكَ	قَدِيْرًا ﴿٥٤﴾	وَيَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور ناطے دار سسرال سے	اور ہے	آپ کا رب	قدرت والا	اور وہ لوگ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے علاوہ

مَا	لَا يَنْفَعُهُمْ	وَلَا يَضُرُّهُمْ ط	وَكَانَ	الْكَافِرُ
اس کی جو	نفع نہیں دیتی ان کو	اور نہ نقصان پہنچاتی ہے ان کو	اور ہیں	سب کافر

عَلٰى رَبِّهٖ	ظَهِيْرًا ﴿٥٥﴾	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	اِلَّا	مُبَشِّرًا
اپنی رب (کی مخالفت) پر	مدد کرنے والے	اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو	مگر	خوشخبری دینے والا

وَّنَذِيْرًا ﴿٥٦﴾	قُلْ	مَآ اَسْـَٔلُكُمْ	عَلَيْهِ	مِنْ اَجْرٍ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	آپ کہیے	میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے	اس پر	کوئی بھی اجرت

اِلَّا مَنْ	شَآءَ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	اِلٰى رَبِّهٖ	سَبِيْلًا ﴿٥٧﴾	وَتَوَكَّلْ
سوائے اس شخص کے جو	چاہے	کہ	وہ پکڑے	اپنے رب کی طرف	ایک راستہ	آپ بھروسہ کریں

عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ	لَا يَمُوْتُ	وَسَبِّحْ	بِحَمْدِهٖ ط	وَكَفٰى	بِهٖ
اس حقیقی زندہ پر جو	نہیں مرتا	اور آپ تسبیح کریں	اس کی حمد کے ساتھ	اور کافی ہے	وہ

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ	خَبِيْرًا ﴿٥٨﴾	الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
اپنے بندوں کے گناہوں پر	باخبر ہونے کے لحاظ سے	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوٰى	عَلَى الْعَرْشِ ۚ
اور زمین کو	اور اس کو جو	ان دونوں کے مابین ہے	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر

اَلرَّحْمٰنُ	فَسْـَٔلْ	بِهٖ	خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمُ 1396
(وہ) رحمٰن ہے	تو آپؐ پوچھ لیں	اس کے بارے میں	کسی باخبر سے	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	ان لوگوں سے

اسْجُدُوْا	لِلرَّحْمٰنِ	قَالُوْا	وَمَا	الرَّحْمٰنُ ق	اَنَسْجُدُ
تم لوگ سجدہ کرو	رحمٰن کے لئے	تو وہ کہتے ہیں	اور کیا (شئے) ہے	رحمٰن	کیا ہم سجدہ کریں

لِمَا	تَاْمُرُنَا	وَزَادَهُمْ	نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾
اس کے لئے جس کو	آپؐ کہیں ہم سے	اور (اس بات نے) زیادہ کیا ان کو	بیزاریوں کے لحاظ سے

نوٹ: 1 آیت۔53۔ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک عظیم نشانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ ایک طرف سے شیریں پانی کے دریا کو چھوڑتا ہے۔ دوسری طرف سے کھاری پانی کے سمندر کو۔ دونوں کی موجیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ نہیں ہوتا کہ شیریں پانی کھاری بن جائے یا کھاری پانی شیریں، بلکہ دونوں اپنی مزاجی خصوصیات باقی رکھتے ہیں، اللہ ان کے درمیان ایک ایسی غیر مرئی دیوار کھڑی کر دیتا ہے جو نہ کسی کو نظر آتی ہے اور نہ دونوں کا باہمی ٹکراؤ اس کو توڑ سکتا ہے۔ (تدبر قرآن)۔ یہ کیفیت ہر اس جگہ رونما ہوتی ہے جہاں کوئی بڑا دریا سمندر میں آگرتا ہے۔ اس کے علاوہ خود سمندر میں بھی مختلف مقامات پر میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں جن کا پانی سمندر کے تلخ پانی کے درمیان بھی اپنی مٹھاس پر قائم رہتا ہے۔ ترکی کے امیر البحر سیّدی علی رئیس نے اپنی کتاب میں، جو سولھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے، خلیج فارس کے اندر ایسے ہی ایک مقام کی نشاندہی کی ہے جس سے وہ خود اپنے بیڑے کے لئے پینے کا پانی حاصل کرتا رہا تھا۔ موجودہ زمانے میں جب امریکن کمپنی نے سعودی عرب میں تیل نکالنے کا کام شروع کیا تو ابتداء وہ بھی خلیج فارس کے ان ہی چشموں سے پانی حاصل کرتی تھی۔ بحرین کے قریب بھی سمندر کی تہہ میں میٹھے پانی کے چشمے ہیں جن سے لوگ کچھ عرصہ پہلے تک پینے کا پانی حاصل کرتے رہے (تفہیم القرآن) جَلَّتْ قُدْرَتُهٗ وَهُوَ عَلٰى مَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ

آیت نمبر (61 تا 67)

س ر ج

(ن) سَرَجًا: بالوں کو گوندکر چوٹی بنانا۔

(افعال) اِسْرَاجًا: بتی اور تیل سے کسی چیز کو روشن کرنا۔

سِرَاجٌ: وہ چیز جو روشن کی جائے۔ چراغ۔ زیر مطالعہ آیت۔61۔

ترجمہ

تَبٰرَكَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	فِي السَّمَاۗءِ	بُرُوْجًا	وَّجَعَلَ	فِيْهَا
بابرکت ہوا	وہ جس نے	مقرر کیں	آسمان میں	منزلیں	اور اس نے بنایا	اس (آسمان) میں

سِرٰجًا	وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾	وَهُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ
ایک چراغ	اور ایک چمکنے والا چاند	اور وہ	وہی ہے جس نے	بنایا	رات کو	اور دن کو

خِلْفَةً	لِّمَنْ	اَرَادَ	اَنْ	يَّذَّكَّرَ
(ایک دوسرے کے) پیچھے پیچھے آنے والا ہوتے ہوئے	اسکے لئے جو	ارادہ کرے	کہ	وہ نصیحت حاصل کرے

اَوْ اَرَادَ	شُکُوْرًا ۶۲	وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ	الَّذِیْنَ	یَمْشُوْنَ	عَلَی الْاَرْضِ	ھَوْنًا	وَّاِذَا 1396
یا ارادہ کرے	شکر گزاری کا	اور رحمٰن کے بندے	وہ ہیں جو	چلتے ہیں	زمین پر	نرمی سے	اور جب کبھی

خَاطَبَھُمُ	الْجٰھِلُوْنَ	قَالُوْا	سَلٰمًا ۶۳	وَالَّذِیْنَ	یَبِیْتُوْنَ
خطاب کرتے ہیں ان سے	جاہل لوگ	تو وہ کہتے ہیں	سلام	اور وہ لوگ جو	رات بسر کرتے ہیں

لِرَبِّھِمْ	سُجَّدًا	وَّقِیَامًا ۶۴	وَالَّذِیْنَ	یَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَا
اپنے رب کے لئے	سجدہ کرنے والے	اور قیام کرنے والے ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ جو	کہتے ہیں	اے ہمارے رب

اصْرِفْ	عَنَّا	عَذَابَ جَھَنَّمَ ۖ	اِنَّ	عَذَابَھَا	کَانَ	غَرَامًا ۶۵
تو پھیر دے	ہم سے	جہنم کے عذاب	بیشک	اسکا عذاب	ہے	چمٹنے والی چیز

اِنَّھَا	سَآءَتْ	مُسْتَقَرًّا	وَّمُقَامًا ۶۶	وَالَّذِیْنَ	اِذَآ
بیشک وہ	بری ہے	قرار پکڑنے کی جگہ کے لحاظ سے	اور ٹھہرائے جانے کی جگہ کے لحاظ سے	اور وہ لوگ جو	جب بھی

اَنْفَقُوْا	لَمْ یُسْرِفُوْا	وَلَمْ یَقْتُرُوْا	وَکَانَ	بَیْنَ ذٰلِکَ	قَوَامًا ۶۷
خرچ کرتے ہیں	تو ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کرتے	اور خرچ میں تنگی نہیں کرتے	اور ہے	اس کے درمیان	ایک اعتدال

نوٹ: 1

آیات۔61۔62۔ میں پھر آفاق کی نشانیوں کی طرف توجہ دلائی کہ جہاں تک نشانیوں کا تعلق ہے، ان کی کمی نہیں ہے۔ ضرورت کسی نئی نشانی کی نہیں بلکہ نشانیوں سے فائدہ اٹھانے کے ارادے اور جذبے کی ہے۔ جن کے اندر یہ جذبہ اور ارادہ نہیں پایا جاتا وہ ہر قسم کی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی اندھے ہی بنے رہتے ہیں۔ (تدبر قرآن)۔ ان ہی آیات کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ نے ایک طویل مضمون قلمبند کیا ہے جو معارف القرآن کی جلد ششم کے صفحات۔ 487 تا 497 پر محیط ہے۔ اس کے مضامین اتنے مربوط اور باہم اس طرح گھتے ہوئے ہیں کہ کوشش کے باوجود میں اس کا خلاصہ نہیں نکال سکا مثلاً اجرام سماوی کی حقیقت اور ہیئت کیا ہے۔ علم ہیئت کے قدیم و جدید نظریات اور قرآن کریم کے ارشادات۔ کائنات کے حقائق کو قرآن میں بیان کرنے کا مقصد۔ تفسیر قرآن میں فلسفی۔ (یعنی سائنسی) نظریات کی موافقت اور مخالفت کا صحیح معیار۔ جدید تحقیقات نے انسانیت کو کیا بخشا۔ وغیرہ ہمارا مشورہ ہے کہ کسی لائبریری یا مسجد سے متعلقہ جلد حاصل کر کے ہر طالب علم اس مضمون کا مطالعہ ضرور کرے۔

آیت۔63۔ سے آخر تک اللہ کے پسندیدہ بندوں کی صفات کا بیان ہے۔

آیت نمبر (68 تا 77)

ع	ب	ء

(ف) عَبْأً کسی چیز کو وزن دینا۔ کسی کی پرواہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 77

ترکیب

(آیت۔68) وَمَنْ یَّفْعَلْ میں مَنْ شرطیہ ہے اس لیے یَفْعَلْ ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے جبکہ یَلْقَ۔ یُضٰعَفْ اور یَخْلُدْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔ (آیت۔77)۔ دُعَآءُ مصدر معروف اور مجہول دونوں معنی دیتا ہے یہاں دونوں معنی لینے کی گنجائش ہے۔ ہم مجہولی معنی کو ترجیح دیں گے کیونکہ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ	لَا يَدْعُوْنَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ	وَلَا يَقْتُلُوْنَ	النَّفْسَ الَّتِيْ 1396
اور وہ لوگ جو	نہیں پکارتے	اللہ کے ساتھ	کسی دوسرے الٰہ کو	اور قتل نہیں کرتے	اس جان کو جس کو

حَرَّمَ	اللّٰهُ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَلَا يَزْنُوْنَ ج	وَمَنْ	يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ	يَلْقَ
(قتل کرنا) حرام کیا	اللہ نے	مگر	حق کے ساتھ	اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے	اور جو	کرے گا	وہ	تو وہ ملے گا

اَثَامًا ۶۸ لا	يُّضٰعَفْ	لَهُ	الْعَذَابُ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَيَخْلُدْ	فِيْهٖ
گناہ کی سزا سے	کئی گنا کیا جائے گا	اس کے لئے	عذاب کو	قیامت کے دن	اور وہ ہمیشہ رہے گا	اس میں

مُهَانًا ۶۹ صلے	اِلَّا مَنْ	تَابَ	وَاٰمَنَ	وَعَمِلَ	عَمَلًا صَالِحًا
ذلیل کیا ہوا ہوتے ہوئے	سوائے اسکے جس نے	توبہ کی	اور ایمان لایا	اور اس نے عمل کیا	جیسا نیک عمل کرنے کا حق ہے

فَاُولٰٓئِكَ	يُبَدِّلُ	اللّٰهُ	سَيِّاٰتِهِمْ	حَسَنٰتٍ ط	وَكَانَ	اللّٰهُ
تو وہ لوگ ہیں	بدل دے گا	اللہ	جن کی برائیوں کو	بھلائیاں ہوتے ہوئے	اور ہے	اللہ

غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا ۷۰	وَمَنْ	تَابَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا	فَاِنَّهٗ	يَتُوْبُ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا	اور جس نے	توبہ کی	اور عمل کیا	نیک	تو بیشک وہ	پلٹتا ہے

اِلَى اللّٰهِ	مَتَابًا ۷۱	وَالَّذِيْنَ	لَا يَشْهَدُوْنَ	الزُّوْرَ لا	وَاِذَا
اللہ کی طرف	جیسا پلٹنے کا حق ہے	اور وہ لوگ جو	موقع پر موجود نہیں ہوتے	جھوٹ کے	اور جب کبھی

مَرُّوْا	بِاللَّغْوِ	مَرُّوْا	كِرَامًا ۷۲	وَالَّذِيْنَ	اِذَا	ذُكِّرُوْا
وہ گزرتے ہیں	بے فائدہ چیز پر	تو وہ گزرتے ہیں	معزز ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ جو	(کہ) جب	انہیں یاد کرائی جاتی ہیں

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ	لَمْ يَخِرُّوْا	عَلَيْهَا	صُمًّا	وَّعُمْيَانًا ۷۳
ان کے رب کی آیات	تو وہ نہیں کرتے	ان پر	بہرے ہوتے ہوئے	اور اندھے ہوتے ہوئے

وَالَّذِيْنَ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَا	هَبْ	لَنَا	مِنْ اَزْوَاجِنَا
اور وہ لوگ جو	کہتے ہیں	اے ہمارے رب	تو عطا کر	ہم کو	ہمارے جوڑوں میں سے

وَذُرِّيّٰتِنَا	قُرَّةَ اَعْيُنٍ	وَّاجْعَلْنَا	لِلْمُتَّقِيْنَ	اِمَامًا ۷۴
اور ہماری اولادوں میں سے	آنکھوں کی ٹھنڈک	اور تو بنا ہم کو	تقوی کرنے والوں کے لیے	پیشوا

اُولٰٓئِكَ	يُجْزَوْنَ	الْغُرْفَةَ	بِمَا	صَبَرُوْا وَ	يُلَقَّوْنَ	فِيْهَا
ان لوگوں کو	بدلہ میں دیا جائے گا	بالاخانہ	بسبب اس کے جو	وہ ثابت قدم رہے	اور ان کو دیا جائے گا	اس میں

تَحِيَّةً	وَّسَلٰمًا ۷۵ لا	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا ط	حَسُنَتْ	مُسْتَقَرًّا
دعا	اور اسلام	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	(یہ) اچھی ہے	بلحاظ قرار پکڑنے کی جگہ کے

وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾	قُلْ	مَا يَعْبَؤُا	بِكُمْ	رَبِّيْ	لَوْلَا 1396
اور بلحاظ ٹھہرائے جانے کی جگہ کے	آپؐ کہیے	پرواہ نہیں کرتا	تمہاری	میرا رب	اگر نہ ہوتا

دُعَآؤُكُمْ	فَقَدْ كَذَّبْتُمْ	فَسَوْفَ	يَكُوْنُ	لِزَامًا ﴿٧٧﴾
تم کو دعوت دیا جانا	پس تم لوگ جھٹلا چکے	تو عنقریب	ہوگا	چمٹ جانا (عذاب کا)

نوٹ:1 يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں ان کی نیکیاں ان کے اعمال نامے کے پچھلے گناہوں کو محو کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان (برائیوں) کی جگہ پر ان کی نیکیوں کو رکھ دیتا ہے جو ان کے گناہوں کو ڈھانک لیتی ہیں۔
(تدبر قرآن)

نوٹ:2 آیت۔73۔ میں ''نہیں گرتے'' کا لفظ اپنے لغوی معنی کے لیے نہیں بلکہ محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ جیسے ہم اردو میں کہتے ہیں ''جہاد کا حکم سن کر بیٹھے رہ گے۔'' اس میں بیٹھنے کا لفظ اپنے لغوی معنی میں نہیں بلکہ جہاد کے لئے حرکت نہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ نہیں ہیں جو اللہ کی آیت سن کر ٹس سے مس نہ ہوں، بلکہ وہ ان کا گہرا اثر قبول کرتے ہیں۔ جو ہدایات ان آیات میں آتی ہیں اسکی پیروی کرتے ہیں۔ جو فرض قرار دیا گیا ہو اسے بجالاتے ہیں۔ جس کی مذمت بیان کی گئی ہو اس سے رک جاتے ہیں۔ اور جس عذاب سے ڈرایا گیا ہو اسکے تصور سے کانپ اٹھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

مورخہ 11 جمادی الثانی 1428ھ

بمطابق 27 جون 2007ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الشعراء (26)

آیت نمبر (1 تا 9)

خ ض ع

(ف) **خُضُوْعًا** عاجزی کرنا۔ تواضع کرنا۔ جھکنا۔ ﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ ﴾ (33/ الاحزاب: 32) ''تو تم خواتین تواضع مت کرو بات سے کہ لالچ کرے وہ جس کے دل میں کوئی مرض ہو۔''

خَاضِعٌ فاعل کے وزن پر صفت ہے۔ جھکنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔4۔

ترجمہ

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾	لَعَلَّكَ	بَاخِعٌ
-	یہ	واضح کتاب کی آیات ہیں	شاید کہ آپؐ	ہلاکت تک پہنچانے والے ہیں

نَّفْسَكَ	اَلَّا	يَكُوْنُوْا	مُؤْمِنِيْنَ	اِنْ نَّشَاْ	نُنَزِّلْ	عَلَيْهِمْ
اپنے آپ کو	کہ نہیں	ہوتے یہ لوگ	ایمان لانے والے	اگر ہم چاہیں	تو ہم اتار دیں	ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ	اٰيَةً	فَظَلَّتْ	اَعْنَاقُهُمْ	لَهَا	خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾	وَمَا يَاْتِيْهِمْ
آسمان سے	کوئی نشانی	تو ہو جائیں	ان کی گردنیں	اسکے لیے	جھکنے والی	اور نہیں آتی ان کے پاس

مِّنْ ذِكْرٍ	مِّنَ الرَّحْمٰنِ	مُحْدَثٍ	اِلَّا	كَانُوْا	عَنْهُ	مُعْرِضِيْنَ ⑤ 1396
کوئی بھی نصیحت	رحمٰن (کے پاس) سے	نئی	مگر	وہ لوگ ہوتے ہیں	اس سے	اعراض کرنے والے

فَقَدْ كَذَّبُوْا	فَسَيَاْتِيْهِمْ	اَنْۢبٰٓؤُا مَا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥
پس یہ لوگ جھٹلا چکے	تو آئیں گی ان کے پاس	اس کی خبریں	جس کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے

اَوَلَمْ يَرَوْا	اِلَى الْاَرْضِ	كَمْ اَنْۢبَتْنَا	فِيْهَا	مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦
تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں	زمین کی طرف	کتنے ہی ہم نے اگائے	اس میں	ہر ایک نفیس و پاکیزہ جوڑے میں سے

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً ۭ	وَمَا كَانَ	اَكْثَرُهُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ⑧
بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	اور نہیں ہیں	ان کے اکثر	ایمان لانے والے

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ ⑨ ع
اور بیشک	آپ کا رب	یقیناً وہ ہی بالادست ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1 آیت۔4۔کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اس کتاب پر ایمان لانے کے لئے کوئی نشانی دیکھنے ہی پر اڑے ہوئے ہیں تو یاد رکھیں کہ ہمارے پاس نشانیوں کی کمی نہیں ہے۔ہم جب چاہیں آسمان سے ایسی نشانی اتار سکتے ہیں جس کے آگے سب کی گردنیں جھک جائیں۔لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہ سوچ سمجھ کر اپنے اختیار وارادہ سے ایمان لائیں۔ہمارے ہاں معتبر ایمان وہی ہے جو اختیار وارادہ کے ساتھ لایا جائے نہ کہ مجبور ہو کر۔

(تدبر القرآن)

آیت نمبر (10 تا 22)

ترجمہ

وَاِذْ	نَادٰى	رَبُّكَ	مُوْسٰٓى	اَنِ	ائْتِ	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ لا
اور جب	پکارا	آپؐ کے رب نے	موسیٰؑ کو	کہ	آپؑ پہنچیں	ظالم قوم کے پاس

قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ	اَ	لَا يَتَّقُوْنَ ⑪	قَالَ	رَبِّ	اِنِّىْٓ
جو فرعون کی قوم ہے	کیا	وہ لوگ تقویٰ نہیں کریں گے	(موسیٰؑ نے) کہا	اے میرے رب	بیشک میں

اَخَافُ	اَنْ	يُّكَذِّبُوْنِ ⑫ ۭ	وَيَضِيْقُ	صَدْرِيْ	وَلَا يَنْطَلِقُ
ڈرتا ہوں	کہ	وہ لوگ جھٹلائیں گے مجھ کو	اور تنگ ہوتا ہے	میرا سینہ	اور نہیں چلتی

لِسَانِيْ	فَاَرْسِلْ	اِلٰى هٰرُوْنَ ⑬	وَلَهُمْ	عَلَيَّ	ذَنْۢبٌ	فَاَخَافُ	اَنْ
میری زبان	پس تو بھیج	ہارونؑ کی طرف	اور ان کا	مجھ پر	ایک گناہ ہے	تو میں ڈرتا ہوں	کہ

يَّقْتُلُوْنِ ⑭ ج	قَالَ	كَلَّا ۚ	فَاذْهَبَا	بِاٰيٰتِنَآ	اِنَّا	مَعَكُمْ
وہ قتل کریں گے مجھ کو	(اللہ نے) کہا	ہرگز نہیں	پس تم دونوں جاؤ	ہماری نشانیوں کے ساتھ	بیشک ہم	تم لوگوں کے ساتھ

مُسْتَمِعُوْنَ ۝١٥	فَاْتِيَا	فِرْعَوْنَ	فَقُوْلَآ	اِنَّا	رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦ 1396
خوب سننے والے ہیں	پس تم دونوں پہنچو	فرعون کے پاس	پھر تم دونوں کہو	کہ ہم	تمام جہانوں کے رب کے پیغمبر ہیں

اَنْ	اَرْسِلْ	مَعَنَا	بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝١٧	قَالَ
(پیغام یہ ہے) کہ	تو بھیج	ہمارے ساتھ	بنی اسرائیل کو	(فرعون نے) کہا

اَلَمْ نُرَبِّكَ	فِيْنَا	وَلِيْدًا	وَّلَبِثْتَ	فِيْنَا	مِنْ عُمُرِكَ
کیا ہم نے تربیت نہیں کی تیری	اپنے (گھر) میں	بچہ ہوتے ہوئے	اور تو رہا	ہم میں	اپنی عمر سے

سِنِيْنَ ۝١٨	وَفَعَلْتَ	فَعْلَتَكَ الَّتِيْ	فَعَلْتَ	وَاَنْتَ	مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٩
کچھ سال	اور تو نے کیا	اپنا وہ فعل (کام) جو	تو نے کیا	اور تو	ناشکر گزاروں میں سے ہے

قَالَ	فَعَلْتُهَآ	اِذًا	وَّ	اَنَا	مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝٢٠	فَفَرَرْتُ
(موسیٰ نے) کہا	میں نے کیا اس کو	تب	اس حال میں کہ	میں	حق تلاش کرنے والوں میں سے تھا	پھر میں فرار ہوا

مِنْكُمْ	لَمَّا	خِفْتُكُمْ	فَوَهَبَ	لِيْ	رَبِّيْ	حُكْمًا
تو لوگوں سے	جب	میں ڈرا تم لوگوں سے	تو عطا کیا	مجھے	میرے رب نے	ایک حکم

وَّجَعَلَنِيْ	مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٢١	وَتِلْكَ	نِعْمَةٌ
اور اس نے بنایا مجھ کو	بھیجے ہوؤں (یعنی رسولوں) میں سے	اور یہ ہے	وہ نعمت

تَمُنُّهَا	عَلَيَّ	اَنْ	عَبَّدْتَّ	بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝٢٢
تو احسان رکھتا ہے جس کا	مجھ پر	کہ	تو نے غلام بنایا	بنی اسرائیل کو

نوٹ:1

سورہ کی مختصر تمہید کے بعد اب تاریخی بیان کا آغاز ہو رہا ہے جس میں سات قوموں کے حالات پیش کیے گئے ہیں جنھوں نے نشانیاں اور معجزے دیکھنے کے بعد بھی انکار کیا تو ان کا کیا انجام ہوا۔ اس کی ابتدا حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے قصّے سے کی گئی ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کو جن حالات سے سابقہ پیش آیا تھا وہ ان حالات کی بنسبت کہیں زیادہ سخت تھے جن سے نبی ﷺ کو سابقہ درپیش تھا۔ حضرت موسیٰؑ ایک ایسی قوم کے فرد تھے جو فرعون سے بری طرح دبی ہوئی تھی، جبکہ نبی ﷺ کا خاندان قریش کے دوسرے خاندانوں کے ساتھ بالکل برابر کی پوزیشن رکھتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے خود اس فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور ایک قتل کے الزام میں دس سال روپوش رہنے کے بعد انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اسی بادشاہ کے دربار میں جا کھڑے ہوں جس کے ہاں سے وہ جان بچا کر فرار ہوئے تھے۔ نبی ﷺ کو ایسی کسی نازک صورتحال سے سابقہ نہ تھا۔ فرعون کی سلطنت اس وقت دنیا کی سب سے بڑی طاقتور سلطنت تھی۔ قریش کی طاقت کو اس کی طاقت سے کوئی نسبت نہ تھی۔ اس کے باوجود فرعون حضرت موسیٰؑ کا کچھ نہ بگاڑ سکا اور انؑ سے ٹکرا کر آخر کار تباہ ہو گیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کفار قریش کو یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ جب فرعون کی حضرت موسیٰؑ کے سامنے کچھ پیش نہ گئی تو تم بیچارے کیا ہستی ہو نبی ﷺ کے مقابلے میں بازی جیت لے جاؤ گے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (23 تا 37)

ترجمہ

قَالَ	فِرۡعَوۡنُ	وَمَا	رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۳﴾	قَالَ	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
کہا	فرعون نے	اور کیا چیز ہے	تمام جہانوں کا رب	(موسیٰ نے) کہا	(وہ) زمین اور آسمان کا رب ہے

وَمَا	بَيۡنَهُمَا ؕ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	مُّوۡقِنِيۡنَ ﴿۲۴﴾	قَالَ	لِمَنۡ
اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے	اگر تم لوگ	یقین کرنے والے	(فرعون نے) کہا	ان سے جو

حَوۡلَهٗۤ	اَ	لَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ﴿۲۵﴾	قَالَ	رَبُّكُمۡ	وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۲۶﴾
اسی کے ارد گرد تھے	کیا	تم لوگ سنتے نہیں ہو	(موسیٰ نے) کہا	تمہارا رب ہے	اور تمہارے پہلے آباؤاجداد کا رب ہے

قَالَ	اِنَّ	رَسُوۡلَكُمُ الَّذِىۡۤ	اُرۡسِلَ	اِلَيۡكُمۡ	لَمَجۡنُوۡنٌ ﴿۲۷﴾	قَالَ
(فرعون نے) کہا	بیشک	تم لوگوں کا وہ پیغمبر جو	بھیجا گیا	تمہاری طرف	یقیناً مجنون ہے	(موسیٰ نے) کہا

رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ	وَمَا	بَيۡنَهُمَا ؕ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾
(وہ) مشرق اور مغرب کا رب ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے	اگر تم لوگ	عقل سے کام لیتے ہو

قَالَ	لَئِنِ	اتَّخَذۡتَ	اِلٰهًا	غَيۡرِىۡ	لَاَجۡعَلَنَّكَ
(فرعون نے) کہا	بیشک اگر	تو نے بنایا	کوئی الٰہ	میرے علاوہ	تو میں لازماً بنادوں گا تجھ کو

مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِيۡنَ ﴿۲۹﴾	قَالَ	اَوَلَوۡ	جِئۡتُكَ	بِشَىۡءٍ مُّبِيۡنٍ ۚ ﴿۳۰﴾	قَالَ
قید کئے ہوئے لوگوں میں سے	(موسیٰ نے) کہا	کیا اگر	میں لاؤں تیرے پاس	ایک واضح چیز	(فرعون نے) کہا

فَاۡتِ	بِهٖۤ	اِنۡ كُنۡتَ	مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۳۱﴾	فَاَلۡقٰى	عَصَاهُ	فَاِذَا
پس تو لا	اس کو	اگر تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے	تو انہوں نے ڈالا	اپنا عصا	تو جب ہی

هِىَ	ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ ۖۚ ﴿۳۲﴾	وَّنَزَعَ	يَدَهٗ	فَاِذَا	هِىَ	بَيۡضَآءُ
وہ تھا	ایک واضح اژدھا	اور انہوں نے کھینچ نکالا	اپنا ہاتھ	تو جب ہی	وہ تھا	سفید

لِلنّٰظِرِيۡنَ ﴿۳۳﴾	قَالَ	لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ	اِنَّ هٰذَا	لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ ۙ ﴿۳۴﴾
دیکھنے والوں کے لئے	(فرعون نے) کہا	اپنے اردگرد کے سرداروں سے	بیشک یہ	یقیناً ایک عالم (یعنی ماہر) جادوگر ہے

يُّرِيۡدُ	اَنۡ يُّخۡرِجَكُمۡ	مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ	بِسِحۡرِهٖ ۖ	فَمَاذَا
وہ چاہتا ہے	کہ وہ نکال دے تم لوگوں کو	تمہاری زمین سے	اپنے جادو کے ذریعے	تو کیا (کس طرح کا)

تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾	قَالُوۡۤا	اَرۡجِهۡ	وَاَخَاهُ	وَابۡعَثۡ	فِى الۡمَدَآئِنِ
تم لوگ مشورہ دیتے ہو	ان لوگوں نے کہا	تو ٹال دے اس کو	اور اس کے بھائی کو	اور تو بھیج	شہروں میں

بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيۡمٍ ۝ 1396	يَاۡتُوۡكَ	حٰشِرِيۡنَ ۝
تمام جاننے والے بڑے جادوگر کو	وہ لوگ لے آئیں گے تیرے پاس	جمع کرنے والوں کو

نوٹ:1

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی گفتگو کو سمجھنے کے لئے یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ آج کے قدیم زمانے میں بھی ''معبود'' کا تصور صرف مذہبی معنوں تک محدود تھا۔ یعنی یہ کہ اسے پوجا پاٹ اور نذرو نیاز کا حق پہنچتا ہے اور اپنے فوق الفطری غلبہ واقتدار کی وجہ سے اس کا یہ منصب بھی ہے کہ انسان اپنے معاملات میں اس سے دعائیں مانگے۔ لیکن کسی معبود کی یہ حیثیت کہ وہ قانونی اور سیاسی معنوں میں بھی بالادست ہے اور اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ معاملاتِ دنیا میں وہ جو حکم چاہے دے اور انسانوں کا فرض ہے کہ اس کے امرونہی کو قانون برتر مان کر اس کے آگے جھک جائیں یہ بات زمین کے فرمانرواؤں نے نہ پہلے کبھی مان کر دی تھی اور نہ آج اسے ماننے کے لیے تیار ہے۔ دنیوی بادشاہوں اور انبیاء علیہم السلام اور ان کی پیروی کرنے والوں کے تصادم کی اصل وجہ یہی رہی ہے انہوں نے فرمانرواؤں سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وبالادستی تسلیم کرانے کی کوشش کی ہے اور فرمانروا اپنی حاکمیت مطلقہ کا دعوٰی کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ہر اس شخص کو باغی اور مجرم قرار دیا جو ان کے سوا کسی اور کو قانون وسیاست کے میدان میں معبود مانے۔

اس تشریح سے فرعون کی اس گفتگو کا صحیح مفہوم سمجھ میں آسکتا ہے اگر معاملہ صرف پوجا پاٹ کا ہوتا تو فرعون کو اس سے کوئی بحث نہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ صرف ایک اللہ رب العالمین کو اس کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اگر اس معنی میں حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو توحید فی العبادت کی دعوت دی ہوتی تو اسے غضبناک ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جس چیز نے اسے غضبناک کر دیا وہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے خود کو رب العالمین کے نمائندے کی حیثیت سے پیش کر کے ایک سیاسی حکم (بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا) اس طرح پہنچایا کہ گویا فرعون ایک ماتحت حاکم ہے اور ایک برتر حاکم کا پیغامبر اس سے اطاعت کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس معنی میں فرعون اپنے اوپر کسی کی سیاسی برتری ماننے کے لیے تیار نہ تھا اور وہ یہ بھی گوارہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی رعایا میں سے کوئی فرد اس کے بجائے کسی اور کو حاکمِ برتر مانے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (38 تا 51)

ض ی ر

(ض)

ضَيۡرًا — نقصان دینا۔ تکلیف پہنچانا۔

ضَيۡرٌ — اسم ذات بھی ہے نقصان۔ تکلیف۔ زیر مطالعہ آیت۔50۔

لِلنَّاسِ	وَّقِيۡلَ	لِمِيۡقَاتِ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ۝	السَّحَرَةُ	فَجُمِعَ
لوگوں سے	اور کہا گیا	ایک معلوم دن کے طے شدہ وقت کے لیے	جادگر لوگ	پس جمع کئے گئے

اِنۡ	السَّحَرَةَ	نَتَّبِعُ	لَعَلَّنَا	مُّجۡتَمِعُوۡنَ ۝	هَلۡ اَنۡتُمۡ
اگر	جادوگروں کی	پیروی کریں	شاید کہ ہم	جمع ہونے والے ہو	کیا تم لوگ

لِفِرۡعَوۡنَ	قَالُوۡا	السَّحَرَةُ	جَآءَ	فَلَمَّا	كَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ۝
فرعون سے	انہوں نے کہا	جادوگر لوگ	آئے	پھر جب	وہ لوگ ہی غالب ہونے والے ہیں

اَئِنَّ	لَنَا	لَاَجْرًا	اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾	قَالَ 1396
کیا بیشک (یعنی کیا واقعی)	ہمارے لیے	ضرور کوئی اجر ہے	اگر ہم ہی غالب ہوں	(فرعون نے) کہا

نَعَمْ	وَاِنَّكُمْ	اِذًا	لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾	قَالَ	لَهُمْ	مُّوْسٰى	اَلْقُوْا
ہاں	اور بیشک تم لوگ	تب تو	ضرور قریب کئے ہوئے لوگوں میں ہوگے	کہا	ان سے	موسیٰؑ نے	تم لوگ ڈالو

مَآ	اَنْتُمْ	مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾	فَاَلْقَوْا	حِبَالَهُمْ	وَعِصِيَّهُمْ	وَقَالُوْا
اس چیز کو جو	تم لوگ	ڈالنے والے ہوئے	تو انہوں نے ڈالیں	اپنی رسیاں	اور اپنی لاٹھیاں	اور انہوں نے کہا

بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ	اِنَّا	لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾	فَاَلْقٰى	مُوْسٰى	عَصَاهُ
فرعون کی عزت کی قسم	بیشک	ضرور ہم ہی غالب ہونے والے ہیں	پھر ڈالا	موسیٰؑ نے	اپنا عصا

فَاِذَا	هِيَ	تَلْقَفُ	مَا	يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾	فَاُلْقِيَ	السَّحَرَةُ
تو جب ہی	وہ	نگلنے لگا	اس کو جو	وہ لوگ جھوٹی بناوٹ کرتے تھے	پھر ڈال دیئے گئے	جادوگر لوگ

سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾	رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾
سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	تمام جہانوں کے رب پر	جو ہارونؑ اور موسیٰؑ کا رب ہے

قَالَ	اٰمَنْتُمْ	لَهٗ	قَبْلَ اَنْ	اٰذَنَ	لَكُمْ	اِنَّهٗ	لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ
(فرعون نے) کہا	تم لوگوں نے بات مان لی	اس کی	اس سے پہلے کہ	میں اجازت دیتا	تم لوگوں کو	بیشک یہ	تم لوگوں کا وہ بڑا ہے جس نے

عَلَّمَكُمُ	السِّحْرَ	فَلَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ	لَاُقَطِّعَنَّ	اَيْدِيَكُمْ
سکھایا تم لوگوں کو	جادو کرنا	تو یقیناً عنقریب	تم لوگ جان لوگے	میں لازماً کاٹوں گا	تمہارے ہاتھوں کو

وَاَرْجُلَكُمْ	مِّنْ خِلَافٍ	وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾	قَالُوْا
اور تمہارے پیروں کو	مخالف (طرف) سے	اور میں لازماً پھانسی دوں گا تم لوگوں کو	سب کے سب کو	انہوں نے کہا

لَا ضَيْرَ	اِنَّآ	اِلٰى رَبِّنَا	مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾	اِنَّا	نَطْمَعُ	اَنْ
کسی قسم کی کوئی بھی تکلیف نہیں ہے	بیشک ہم	اپنے رب کی طرف	لوٹنے والے ہیں	بیشک ہم	آرزو کرتے ہیں	کہ

يَّغْفِرَ	لَنَا	رَبُّنَا	خَطٰيٰنَآ	اَنْ	كُنَّآ	اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾
بخش دے	ہمارے لیے	ہمارا رب	ہماری خطاؤں کو	(اس سبب سے) کہ	ہم ہوئے	ایمان لانے والوں کے پہلے

نوٹ:1

بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ ۔ یہ کلمہ ان جادوگروں کی قسم ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھی۔ افسوس کہ مسلمانوں میں بھی اب ایسی قسمیں رائج ہوگئی ہیں جو اس سے زیادہ شنیع اور قبیح ہیں مثلاً بادشاہ کی قسم تیرے سر کی قسم میری داڑھی کی قسم تیرے باپ کی قبر کی قسم وغیرہ۔ اس قسم کی قسمیں کھانا شرعاً جائز نہیں ہے بلکہ ان کے متعلق یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ خدا کے نام کی جھوٹی قسم کھانے میں جو گناہِ عظیم ہے ان ناموں کی سچی قسم بھی گناہ میں اس سے کم نہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2 آیت نمبر 115 / 7 کے نوٹ۔1۔میں جادوگروں کے ایمان لانے کا جو پس منظر بیان ہوا ہے اسے دوبارہ پڑھ کر اپنے ذہن میں تازہ کرلیں، پھر لَاضَیْرَ پرغور کریں جس میں لائے نفیٔ جنس استعمال ہوا ہے تو پھر ان شاء اللہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ آباواجداد کے کسی نظریہ یا عقیدے (Dogma) کی کیفیت انسان کے قلب وذہن میں ایسی ہی ہوتی ہے جیسے زمین پر پھیلی ہوئی کوئی بیل بوٹی جس کی جڑ زمین میں گہری نہیں ہوتی اور جس کو آسانی سے اکھیڑا جا سکتا ہے۔لیکن انسان اپنے علم کی بنیاد پر سوچ سمجھ کر جب کوئی نظریہ یا عقیدہ اپناتا ہے تو وہ اس کے قلب وذہن میں رچ بس جاتا ہے۔اس کو اکھاڑنا آسان نہیں ہے۔انسان جان دینا گوارہ کرلیتا ہے لیکن اس سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوتا۔یہ ایک بالکل نئی کیفیت ہے ایک بالکل الگ نشہ ہے۔یہ نشہ نہیں جیسے تلخیٔ ایام کی ترشی اتار دے۔

آیت نمبر (52 تا 68)

ط و د

(ن) طَوْدًا: ثابت قدم ہونا۔جما ہوا ہونا۔

طَوْدٌ: اسم ذات بھی ہے۔ٹیلہ۔پہاڑ کا بڑا ٹکڑا۔تودہ۔زیر مطالعہ آیت۔۶۳۔

ترجمہ

وَاَوْحَیْنَآ	اِلٰی مُوْسٰٓی	اَنْ اَسْرِ	بِعِبَادِیْٓ	اِنَّکُمْ
اور ہم نے وحی کی	موسیٰؑ کی طرف	کہ آپؑ رات میں لے کر نکلیں	میرے بندوں کو	بیشک تم لوگ

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾	فَاَرْسَلَ	فِرْعَوْنُ	فِی الْمَدَآئِنِ	حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾	اِنَّ
پیچھا کیے جانے والے ہو	تو بھیجا	فرعون نے	شہروں میں	اکٹھا کرنے والوں کو	بیشک

هٰٓؤُلَآءِ	لَشِرْذِمَۃٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾	وَاِنَّھُمْ	لَنَا	لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾
یہ لوگ	یقیناً ایک تھوڑی سی جماعت ہیں	اور بیشک وہ لوگ	ہمارا	یقیناً خون کھولانے والے ہیں

وَاِنَّا	لَجَمِیْعٌ	حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾	فَاَخْرَجْنٰھُمْ	مِّنْ جَنّٰتٍ
اور بیشک ہم	یقیناً سب کے سب	بچاؤ کی تیاری کرنے والے ہیں	پھر ہم نے نکالا ان کو	باغوں سے

وَّعُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾	وَّکُنُوْزٍ	وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ ﴿۵۸﴾	کَذٰلِكَ	وَاَوْرَثْنٰھَا
اور چشموں سے	اور خزانوں سے	اور باعزت مقام سے	اسی طرح	اور ہم نے وارث بنایا ان (چیزوں) کا

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾	فَاَتْبَعُوْھُمْ	مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾	فَلَمَّا	تَرَآءَ
بنی اسرائیل کو	پھر وہ لوگ پیچھے لگے ان کے	سورج نکلتے ہی	پھر جب	ایک دوسرے کو دیکھا

الْجَمْعٰنِ	قَالَ	اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی	اِنَّا	لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾	قَالَ
دو جماعتوں نے	تو کہا	موسیٰؑ کے ساتھیوں نے	بیشک ہم	یقیناً پکڑے جانے والے ہیں	(موسیٰؑ نے) کہا

كَلَّا	اِنَّ	مَعِیَ	رَبِّیْ	سَیَھْدِیْنِ ﴿۶۲﴾	فَاَوْحَیْنَآ	اِلٰی مُوْسٰٓی
ہرگز نہیں	یقیناً	میرے ساتھ	میرا رب ہے	وہ راہ سمجھائے گا مجھ کو	تو ہم نے وحی کی	موسیٰؑ کی طرف

اَنِ	اضْرِبْ	بِّعَصَاكَ	الْبَحْرَ ؕ	فَانْفَلَقَ	فَكَانَ	كُلُّ فِرْقٍ	كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۚ﴿۶۳﴾
کہ	آپؑ ماریں	اپنی لاٹھی سے	سمندر کو	پھر وہ پھٹ گیا	تو ہو گیا	ہر ٹکڑا	بڑے تودے کے مانند

وَاَزْلَفْنَا	ثَمَّ	الْاٰخَرِيْنَ ۚ﴿۶۴﴾	وَاَنْجَيْنَا	مُوْسٰى	وَمَنْ
اور ہم نے نزدیک کیا	وہیں پر	دوسروں کو	اور ہم نے نجات دی	موسیٰؑ کو	اور ان کو جو

مَّعَهٗٓ	اَجْمَعِيْنَ ۚ﴿۶۵﴾	ثُمَّ	اَغْرَقْنَا	الْاٰخَرِيْنَ ؕ﴿۶۶﴾
ان کے ساتھ تھے	سب کو	پھر	ہم نے غرق کیا	دوسروں کو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً ؕ	وَمَا كَانَ	اَكْثَرُهُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾
بیشک اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	اور نہیں تھے	ان کے اکثر	ایمان لانے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ	لَهُوَ الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع
اور بیشک آپؐ کا رب	یقیناً وہی بالادست ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

آیت۔ 51 اور 52۔ کے درمیان سرگزشت کا کچھ حصہ محذوف ہے۔قرآن اور تورات، دونوں کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اس مقابلہ میں شکست کھانے کے بعد حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان ایک عرصے تک کشمکش چلتی رہی۔ اس دوران میں مصر پر بہت سی آفتیں نازل ہوئیں جن سے ملک تباہی کے کنارے آ لگا۔ مجبور ہو کر فرعون نے بنی اسرائیل کو جانے کی اجازت تو دے دی لیکن جب حضرت موسیٰؑ پوری قوم کو لے کر نکلے تو اس کی رائے بدل گئی اور اس نے ان کے تعاقب کا فیصلہ کیا۔ آیت۔ 52۔ میں اسی صورت حال کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو بذریعہ وحی ہدایت کر دی تم راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر نکل جاؤ اور ساتھ ہی اس بات سے بھی آگاہ کر دیا اگرچہ فرعون نے تم کو جانے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے باوجود تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ (تدبیر قرآن)

نوٹ: 1

وَاَوْرَثْنٰهَا میں ضمیر مفعولی هَا سے مراد بعینہٖ وہی نعمتیں نہیں ہیں جن سے فرعونیوں کو اللہ تعالیٰ نے نکالا بلکہ اسی نوع کی وہ نعمتیں ہیں جو بنی اسرائیل کو مصر سے نکلنے کے بعد فلسطین میں حاصل ہوئیں۔ چنانچہ الاعراف کی آیت۔ 137۔ میں اس کی تصریح بھی ہے۔ اس آیت میں ارض مبارک سے مراد فلسطین ہے۔ مصر سے نکلنے اور صحرا نوردی کا دور ختم ہونے کے بعد یہی زرخیز علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آیا ہے۔ مصر کے کسی علاقے پر بنی اسرائیل کا قبضہ تاریخ سے ثابت نہیں ہے۔

واضح رہے کہ عربی میں ضمیروں کا اس طرح کا استعمال معروف ہے۔ قرآن مجید میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔ سورۂ مائدہ کی آیت۔ ۱۰۲۔ اس کی نہایت واضح مثال ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو بنی اسرائیل کے سوالات کی نوعیت کے سوالات کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس میں الفاظ آئے ہیں قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ (پوچھ چکی ہے ان کو ایک قوم تم لوگوں سے پہلے)۔ ظاہر ہے کہ یہاں مفعولی ضمیر هَا جن سوالات کے لیے ہے بعینہٖ وہی سوالات بنی اسرائیل نے نہیں کئے تھے بلکہ اسی قبیل کے سوالات کئے تھے۔ اسی طرح آیت زیر بحث میں بھی بعینہٖ وہی باغ، چشمے اور خزانے مراد نہیں ہیں جن کا سابق آیت میں ذکر ہے بلکہ اسی نوع کی وہ نعمتیں اور برکتیں مراد ہیں جو بنی اسرائیل کو مصر سے ہجرت کے بعد فلسطین میں حاصل ہوئیں۔ ص (تدبر قرآن)

1397

1396

1398

1396

1399

1396

1400

1396

1401

1396

1402

1396